دوست محمد چوہان

مدرسہ مولویاں رحیم یار خان

# ایک ورق ——— اپنی تاریخ سے

گرمی کا موسم، فصل کا موقع اور بڑی بات یہ کہ خشک سالی! لیکن یہ ایسے مخلص اہل اسلام تھے کہ حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ ابرو پر ہر قربانی کے لئے تیار تھے یہ وہ موقع تھا جب جناب رسالت مآبؐ کو اطلاع ہوئی کہ رومی فوجیں ایک بہت بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ مدینۃ النبی کا رُخ کر رہی ہیں۔ مرسلِ برحقؐ باطل قوتوں سے خائف ہو جاتے.... یہ ممکن نہ تھا باوجودیکہ اسلام نے اب پورے عرب پر غلبہ پا لیا تھا اور دین اسلام کے سربکف اور تیغ بدست مجاہدین امن، سلامتی اور آسودگی کے اس عرصہ میں تربیت نبوی کے نور سے ایک "تمدن آفرین، خلاق آئین جہاں داری" عرب معاشرہ کی تخلیق و تشکیل میں منہمک تھے کہ یکایک گوباطبل جنگ بج اٹھا اور شمشیر و سنان کی جھنکاریں مدینہ کے طول و عرض میں گونج گئیں۔ حضور نے عام چندے کی اپیل کی تو جان طلبی کے ساتھ زر طلبی بھی طالبان دین کو گراں نہ گزری۔ ہر ایک نے اپنی مقدرت سے بڑھ کر مال اسباب نذر کیا۔ حضرت ابوعقیلؓ کی جیب ایک پائی کی متحمل نہ تھی۔ اس لئے رات بھر سقائی کرتے رہے۔ معاوضہ میں چار سیر چھوہارے ملے۔ دو سیر بچوں کے لئے چھوڑے اور دو سیر خدمتِ نبویؐ میں لائے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے جی کھول کر امداد کی۔ حضرت عمرؓ نے گھر کا نصف مال آقا و مولاؐ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا۔ معاً ابوبکرؓ آپہنچے۔ صادقؐ نے صدیقؓ سے فرمایا۔ کہو ابوبکرؓ اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے؟ عرض کیا گیا کہ ع صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس!

جب صدقات کا انبار لگ گیا سالارِ عربؐ کو ابوعقیلؓ کی شانِ فیاضی کا خیال آیا اور ارشاد ہوا کہ میرے غریب صحابی کے چھوہارے سب صدقات پر پھیلا دیئے جائیں گے .... یقیناً ابوعقیلؓ قربانی میں سب سے بڑھ گئے تھے مسلمانوں کے ایثار و قربانی اور جوش و سرمستی کا مظاہرہ ہی کچھ ایسا تھا کہ دشمن کے ولولے سرد ہو گئے اور عساکر اسلام شام سے گزر کر مقام تبوک تک جا پہنچیں تو اطراف و جوانب کے غیر مسلم قبیلے جزیہ دے کر امن کے طالب ہو گئے! آج کہنے کو... غزوۂ تبوک ہماری تاریخ و سیرت کی کتب کا سادہ سا ورق ہے۔ مگر یہی ورق ہماری نام نہاد مسلمانی کے لئے کس قدر شفاف آئینہ ہے؟

# ضرورتِ نبوّت

چنانچہ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں :-

"اور یہ بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرۃ مقدسہ میں داخل ہے کہ وہ تہذیب نفس اور ملت کی سیاست کے سوا دوسرے امور میں مشغول نہ ہوں۔ مثلاً وہ ان امور سے کوئی تعرض نہیں کرتے کہ عالم اور فضاء میں جو حوادث واقع ہوتے ہیں ان کے اسباب کیا ہیں؟ جیسے کہ بارش، سورج گرہن، ہالہ، ژالہ باری، نباتات اور حیوانات کے عجائبات، شمس و قمر کی رفتار، روزانہ کے حوادث و واقعات کے اسباب وغیرہ اور وہ ملوک و سلاطین اور حکومتوں اور مملکتوں کے قصوں اور حالات وغیرہ سے بھی کوئی تعرض نہیں کرتے۔ اگر ان امور کا کبھی ذکر بھی کرتے ہیں تو صرف اس قدر جس سے ان لوگوں کے کان پہلے ہی سے آشنا ہوتے ہیں اور ان کی عقلیں ان سے مانوس ہوتی ہیں اور وہ بھی صرف تذکیر بنعمۃ اللہ اور تذکیر بایام اللہ یعنی خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی یاد دہانی اور تاریخی واقعات سے نصیحت و عبرت حاصل کرنے کی غرض سے۔ اور پھر بھی محض استطراداً اور متبعاً اور اجمالی طور پر کہ جس کا کوئی مضائقہ بھی نہیں اور پھر وہ بھی استعارات اور مجازات کی شکل ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے اسباب کی بابت سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سوال سے اعراض فرماتے ہوئے جواب میں مہینوں کے فوائد بیان فرما دیئے۔ چنانچہ فرمایا :- یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ، قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (اے پیغمبر! یہ لوگ تم سے نئے چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ وہ لوگوں کے لیے اور حج کے لیے اوقات کی شناخت کے آلہ ہیں"

(حجۃ اللہ البالغہ مبحث ۶ باب ۲)

## نبی اور رسول میں فرق

نبوت کے دوسرے پہلوؤں پر بحث کرنے سے

قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نبی اور رسول کے درمیان فرق کو واضح کر دیا جائے۔ اس سے ایک تو آئندہ صفحات کی بحث زیادہ اچھے طریقے سے ذہن نشین ہوگی اور دوسرے کئی ایک شکوک بھی حل ہو جائیں گے۔ جو نبی اور رسول کی بحث میں اکثر و بیشتر پیش آتے ہیں۔

دنیائے اسلام کے مشہور محقق شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے نبی اور رسول کے درمیان فرق کو اپنی کتاب "النبوات" میں وضاحت سے بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ ہمارے الفاظ میں یہ ہے:۔

"جو اللہ کی طرف سے صرف امور غیبیہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا ہو، ان کو پند و نصائح کرتا ہو اور حق تعالیٰ کی جانب سے اس کو "وحی" آتی ہو وہ "نبی" کہلاتا ہے۔ لیکن ان اوصاف کے ساتھ ساتھ جو کفار اور نافرمان قوم کی تبلیغ پر بھی مامور کیا جائے وہ "رسول" ہو گا

(النبوات صفحہ ۱۷۲ تا ۱۷۴)

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ "نبی" وہ ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ نہ لے کر آئے اور رسول وہ ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ لے کر آئے۔

(المسامرہ صفحہ ۸۲-۸۳)

لیکن ان سب تعریفوں پر کئی اشکال وارد ہوتے ہیں کیونکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

ولیس من شرط الرسول ان یاتی بشریعۃ جدیدۃ فان یوسف کان رسولاً وکان علی ملۃ ابراھیم وداؤد وسلیمان کانا رسولین وکانا علی شریعۃ التوراۃ

رسول کے لئے یہ کوئی شرط نہیں کہ وہ شریعت جدیدہ لے کر آئے کیونکہ سیدنا یوسف علیہ السلام رسول تھے حالانکہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے بلکہ وہ ملت اور شریعت ابراہیمی پر تھے اور سیدنا داؤد اور سیدنا سلیمان علیہم السلام بھی رسول تھے حالانکہ وہ تورات کی شریعت پر تھے۔"

(النبوت ص ۱۷۳)

نبی اور رسول کے فرق پر اہل علم کی طرف سے جو اشکالات وارد ہوتے ہیں ان سب اشکالات کا جواب دیتے ہوئے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے "نبی" اور "رسول" کی ایک ایسی جامع اور مانع تعریف کر دی ہے جس سے سب اشکالات خود بخود حل

ہو جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں :۔

" رسول اور نبی کی تعریف میں اقوال متعدد ہیں۔ تتبع آیات مختلفہ سے جو بات احقر کے نزدیک محقق ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں کے مفہوم میں عموم وخصوص من وجہ ہے رسول وہ ہے جو مخاطبین کو شریعت جدیدہ پہنچاوے، خواہ وہ شریعت اس رسول کے اعتبار سے جدیدہ ہو جیسے تورات وغیرہ یا صرف مرسل الیہم کے اعتبار سے جدید ہو جیسے اسماعیل علیہ السلام کی شریعت کہ وہی شریعت ابراھیمیہ تھی لیکن قوم کو اس کا علم حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی سے حاصل ہوا۔ اور خواہ وہ رسول نبی ہو یا نبی نہ ہو۔ جیسے ملائکہ کہ ان پر رسول کا اطلاق کیا گیا ہے اور وہ انبیاء نہیں ہیں یا جیسے انبیاء کے فرستادے اصحاب جیسا سورہ یٰسین میں ہے۔ اِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ۔ اور نبی وہ ہے جو صاحب وحی ہو خواہ شریعت جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعت قدیمہ کی جیسے اکثر انبیاء بنی اسرائیل کہ شریعت موسویہ کی تبلیغ کرتے تھے۔ پس من وجہ وہ عام اور من وجہ یہ عام ہے پس جن آیتوں میں دونوں مجتمع ہیں ان میں تو کوئی اشکال نہیں کہ عام وخاص کا جمع ہونا صحیح ہے اور جس موقعہ پر دونوں میں تقابل ہوا ہے جیسے : وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ : الخ چونکہ عام وخاص مقابل ہوتے نہیں اس لئے وہاں نبی کو عام نہ کریں گے بلکہ خاص کریں گے مبلغ شریعت سابقہ کے ساتھ پس معنی یہ ہوں گے۔ ما ارسلنا من قبلک من صاحب شرع جدید و صاحب شرع غیر جدید الخ لیکن چونکہ اب " لفظ رسول سے صاحب نبوت ہوتا ہے۔ اس لئے غیر نبی پر اطلاق اس کا بوجہ الہام کے درست نہیں۔"

(بیان القرآن جلد ۷ صلا)

نبی چونکہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم الشان اور بڑی نافلوں والی خبریں دیتا ہے لہٰذا وہ نبی ہے اور خبریں اپنی طرف سے تو نہیں دے رہا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کی دی ہوئی خبریں ہیں یا دوسرے لفظوں میں وہ پیغام دراصل اللہ جل شانہ کا ہے اور نبی اس پیغام کو دنیا میں لانے والا ہوتا ہے لہٰذا وہ اس لحاظ سے رسول بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم میں مختلف انبیاء کو کبھی لفظ رسول سے پکارا گیا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور کبھی لفظ نبی سے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرٰهِيْمَ ط اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔ اور کبھی رسول اور نبی دونوں سے جیسے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمٰعِيْلَ، اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ